وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا

اور ہم نے تم کو مختلف قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم آپس میں شناسائی حاصل کرو!

(القرآن الکریم جز ۲۶ آیت ۱۳ سورۃ الحجرات ۴۹)

تذکرہ محمدیہ

رسالہ مختصرہ، مشتمل برحالات و سوانح حضرت محمد بن ابی بکرؓ

سلسلہ تبلیغ اعجازی کا بارہواں رسالہ

الحاج محمد اعجاز حسن بدایونی پرنسپل مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

ناشر: مولانا شبیہ الحسنین محمدی فاؤنڈیشن (پاکستان)

وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ

(القرآن الکریم جز ۲۶ آیت ۱۳ سورۃ الحجرات ۴۹)

اور ہم نے تم کو جتھے اور قبیلے بنایا تاکہ تم آپس میں شناسائی حاصل کرو!

رسالۂ مختصرہ، مشتمل بر حالات و سوانح حضرت محمد بن ابی بکرؓ

سلسلۂ تبلیغ اعجازی کا بارھواں رسالہ

تذکرۂ محمدیہ

مولف: الحاج محمد اعجاز حسن بدایونی پروفیسر مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

حسب فرمائش مولوی علی ماجد حسین محمدی (مختار عدالت بدایوں)

اشاعت اول: ماہ مبارک رمضان ۱۳۴۹ ہجری مطابق: 1931 عیسوی

حالیہ اشاعت: ۱۴۲۹ ہجری مطابق: 2008 عیسوی

ناشر: مولانا محمد شبیہ الحسنین محمدی فاؤنڈیشن (پاکستان)

maablib.org

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کوائف کتاب

نام کتاب : تذکرہ محمدیہ

مولف : الحاج محمد اعجاز حسن بدایونی

ناشر : مولانا محمد شبیہ الحسنین محمدی فاؤنڈیشن (پاکستان)

کمپوزنگ : سید سجاد مہدی

پرنٹنگ : الباسط پرنٹرز 021-660621

سن اشاعت : 2008ء

تعداد اشاعت : 1000

ملنے کا پتہ:

مولانا محمد شبیہ الحسنین محمدی فاؤنڈیشن (پاکستان)

نارتھ ناظم آباد بلاک آئی کراچی۔

فون 6670130

رسالہ "تذکرۂ محمدیہ"

کی دوبارہ اشاعت کیوں؟

یہ مختصر مگر بہت ہی اہم رسالہ جو حضرت محمد بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و سوانحی خاکہ پر مشتمل "تذکرۂ محمدیہ" کے نام سے میرے جد بزرگوار مولانا الحاج مستند العلماء محمد اعجاز حسن محمدی بدایونی اعلیٰ اللہ تعالیٰ مقامہ نے تالیف کیا تھا۔۔۔اور مولوی علی ماجد حسین صاحب محمدی بدایونی، مختارِ عدالت بدایوں کی فرمائش پر ۱۹۳۱ء مطابق ۱۳۵۰ ہجری میں طبع کروا کے سلسلۂ تبلیغ اعجازی کے بارہویں رسالے کے طور پر شائع کیا تھا۔۔۔مگر اب موجودہ دور میں ناقابلِ حصول بلکہ نایاب ہو چکا ہے!

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے، میرے برادر بزرگ و محترم محمد حسنین پاشا ابن جناب ابوالحسنین ناطق بدایونی ثم خیرپوری کو۔۔۔جنہوں نے مجھے مذکورہ رسالے کی ایک فوٹو اسٹیٹ کاپی عطا فرمائی اور میں اپنے بزرگ جناب انجینیر ساجد رضا حیدری محمدی بدایونی کا بھی ممنون کرم ہوں جنہوں نے میری آتشِ شوق کو مزید فروزاں کر کے شعلۂ جوالہ بنایا اور بالآخر۔۔۔اصل کتاب میرے حوالے کر ہی دی۔۔۔اُن کے اس احسان کا بدلہ صرف اُسی صورت میں ادا ہو سکتا ہے کہ یہ کتاب زیورِ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر اُن کے سامنے رونمائی کے لئے پیش ہو! سو انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا!

ہر دور کی موجودہ نسل، نئی نسل ہوتی ہے اور ہر نسلِ جدید بعض علوم و امور میں نسلِ قدیم سے بہتر اور بعض افکار و احوال میں اضمحلال و زوال کا شکار ہو جاتی ہے۔۔۔اسی طرح اہلِ بدایوں کی نسلِ نو بھی، تشکیلِ پاکستان کے بعد۔۔۔ساری دنیا میں پھیل گئی اور

مختلف علوم وفنون اور عہدوں کے اعتبار سے اُن کے افراد ذاتی و انفرادی طور پر اوجِ کمال پر پہنچے مگر زندگی کی تگ و دو کی مصروفیات نے، انہیں اجتماعیت کے ثمرات سے دور کر دیا اور وہ اپنی شناخت کو طاقِ نسیاں کے حوالے کر کے بھول گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ (Roots) شجرۂ نسب یا خاندانی جڑوں اور نسلی سلسلوں کے بارے میں نسلِ نو کم علمی بلکہ بے علمی کی حد تک جا پہنچی کہ۔۔۔ ہر کمالے را زوال!

ہم نے مانا کہ۔۔۔ نسل و نسب پر بے جا فخر و افتخار۔۔۔ بری بات اور قابلِ مذمت ہے۔۔۔ مگر اپنے شجرے اور نسلی سلسلے کے بارے میں معلوم ہونا اس لئے ضروری ہے کہ جب کوئی نااہل و بدعمل اپنے نسب پر نسلی تفاخر کا سہارا لے کر کسی کی بے جا تحقیر کرے یا اُس کو نشانۂ تضحیک بنائے تو علم کی بنیاد پر اُس کی خرافات کا دنداں شکن جواب دیا جاسکے، اب اگر کسی شخص کو علم ہی نہ ہو کہ محمدیؔ صاحبان کس نسل سے ہیں؟ محمدؒ ابنِ ابی بکرؓ کون تھے؟ قبیلۂ قریش میں اُن کے آباء و اجداد کی کیا حیثیت تھی؟ دینِ اسلام کے لئے اُن کی کیا خدمات تھیں؟ اُن کی ذاتی سیرت اور کردار کیسا تھا؟ اُن کے دوست احباب کون تھے؟ اور اُن کی پرورش کا ماحول کیسا تھا؟ تربیت کس کے زیرِ سایہ ہوئی تھی؟۔۔۔ تو وہ اپنی نسلی برتری پر بے جا فخر کرنے والے نااہل و بدعمل کا کیا جواب دے سکے گا۔۔۔ اس لئے اپنے آپ کو، اپنی نسل کو پہچاننا اشد ضروری ہے، تاکہ وہ کسی قسم کے احساسِ کمتری کا شکار نہ ہو اور اپنے آپ کو گرا پڑا شخص نہ سمجھے! اور۔۔۔ اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے میرے جدِ امجد نے کتابوں کا یہ سلسلہ شروع کیا تھا اور ''تذکرۂ محمدیہ'' کی تالیف کے بعد مولانا ممدوح کا پروگرام آنجناب محمد بن ابی بکرؓ کی تفصیلی سوانح اور محمدیؔ صاحبان کا تفصیلی شجرہ۔۔۔ آباء و اجداد کے ساتھ ساتھ امہاتِ محمدیینؔ کا بھی،

شائع کرنے کا تھا۔۔۔ مگر مولانا موصوف کے ۲۳ مارچ ۱۹۳۲ء کو ڈیرہ اسماعیل خان میں منبرِ امام حسینؑ پر انہی کا ذکر مصائب کرتے ہوئے اچانک انتقالِ پُر ملال کے بعد یہ اہم کام پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔۔۔ اور اگر اس حوالے سے مولانا مرحوم نے کوئی کام کیا بھی تو ہم تک نہ پہنچ سکا۔۔۔ سرِ دست، جو رسالہ دستیاب ہوا وہ حاضر ہے!

اس ناچیز کی اپنی دفتری اور دیگر مصروفیات کے باوجود، پوری کوشش ہوگی کہ، جنابِ اسماءؓ بنت عمیس اور حضرت محمدؒ بن ابی بکر کے حوالے سے جو بھی مواد۔۔۔ ممکنہ طور پر اکٹھا ہو سکے، ترتیب دے کر کتاب کی شکل میں طبع کروا دوں۔۔!

اس سلسلے میں جو صاحب حوالے کی کتابوں کے ذریعے میری مدد کرنا چاہیں، وہ کتابیں میرے پاس ان کی امانت ہوں گی جو انشاء اللہ تعالیٰ اُن کو واپس مل جائیں گی!

"شجرے" کے سلسلے میں جو صاحب بھی کام کو "تاریخ بنی حمید" سے آگے بڑھانا چاہیں میں اُن کی طرف اپنا دستِ تعاون بڑھاتا ہوں!! اور آپ سے اجازت چاہنے سے پہلے، میں اُن تمام صاحبان کا نہایت درجہ شکر گزار ہوں، جنہوں نے اس نایاب رسالے کو آپ تک پہنچانے میں، میری کسی نہج سے بھی مدد کی!!

گر قبول اُفتد، زہے عز و شرف!

آپ کی، دلی دعاؤں کا متمنی

محمد نذر الحسنین محمدی

افتخار العلماء، فاضل و ایم اے عربی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ طبع اول

الحمد للہ آج مجھے یہ شرف حاصل ہوا ہے کہ میں اپنی برادری کے بلکہ سارے ملک اسلامی کے مایہ ناز و اعجاز و صد ہزار افتخار زبدۃ المحققین اعجاز الملۃ والدین عالم شریعت غرا و فقیہ ملت بیضا حضرت مستند العلماء علامۂ زمن مولانا الحاج الشیخ محمد اعجاز حسن صاحب قبلہ ادام اللہ ظلالہم الشریف و وجود ہم المنیف کی جلالت شان و رفعت منزلت کا تصور کر کے خوش ہو رہا ہوں مولانا ممدوح کے تبحر علمی، دقتِ نظر اصابتِ رائے، قوتِ استدلال، طاقتِ استناد و استخراج، پر شاہد آپ کی وہ مصنفات و مولفات کثیرہ ہیں جو اربابِ بصائر حادہ اور اصحابِ ضمائر صافیہ کی انصاف پسند نظروں سے گزر چکی ہیں۔

علومِ نقلیہ اور عقلیہ میں آپ کے کمال و مہارت کی دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ وہ اجازات روایت ہیں جو مجتہدین عظام نے آپ کو عطا کر کے باب اجتہاد آپ کے لئے مفتوح فرمایا ہے۔ آپ کے مبلغ علم و وسعت معلومات و فضل بیّن کی مظہر وہ سندیں ہیں جو علمائے اعلام نے آپ کو عنایت کی ہیں۔ جس میں آپ کا مستند عالم دین ہونا تسلیم کیا گیا ہے اور خطاب "مستند العلماء" آپ کو دیا گیا ہے۔ جس کی تمجید و تحسین کے لئے لکھنو میں مجتہدین کرام و علماء دین اور فضلاء ملت اور دیگر مومنین عظام کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا اور حضرت موصوف کی خدمت میں ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کیا گیا۔ اظہار مسرت و بہجت کے لئے تقریریں ہوئیں نظمیں پڑھی گئیں حضرت موصوف کی اعجاز بیانی و سحر نگاری نے علومِ عقلیہ اور فنون حکمیہ میں تازہ روح پھونکی ہے۔ آپ کے

فیوض علمیہ کے بحرِ مواج نے عالمِ اسلام کو سیراب فرمایا ہے اور مخالفین اسلام کے قلعہ ہائے مستحکم کی بنیادیں متزلزل کی ہیں۔

آپ کی صفات حمیدہ اور خصائل پسندیدہ کی طرح آپ کی عالی نسبی والا حسبی محتاج بیان و تعارف نہیں ہے آپ نے ''تذکرۂ محمدیہ'' کی تالیف سے بادی النظر میں اپنے اہم فریضہ نسبی و منصبی سے سبکدوشی حاصل کی ہے لیکن حقیقت میں یہ تذکرۂ سلف جو شیوخ محمدی پر احسانِ عظیم ہے۔ جس کے بارگراں سے سبک باری ناممکن ہے یہ تذکرہ نہایت مختصر ہے مگر دریائے ذخار کوزے میں بند ہے، حضرت موصوف نے وعدہ فرمایا ہے کہ آپ لکھنو پہنچ کر انشاء اللہ تعالیٰ جناب محمد بن ابی بکر کی مکمل سوانح عمری تحریر فرمائیں گے، جس میں شیوخ محمدی کی دیگر شاخوں کی شادابی دکھائی جائے گی۔۔۔۔ہم بنی حمید کے جملہ خاندانوں سے استدعاء کرتے ہیں کہ اس موقع پر ہمارے مولانا کو قوت بہم پہنچائی جائے کہ خاندانِ بنی ارشد، غلام محمدی، افضال محمد، محمد جلیسی، اسلاف شیخ چاند وغیرہم اپنی اپنی اُمہات وجدات کے نسبی سلسلے تحریر کر کے جناب ممدوح کے پاس بھیج دیے جائیں تو انشاء اللہ تاریخ بنی حمید مکمل ہو جائے گی، ورنہ تذکرہ محمدیہ کے ساتھ صرف مطبوعہ شجرے مشتہر کیے جاسکیں گے جن میں اُن تمام اجداد کے اسمائے گرامی درج ہیں جو تاریخ بنی حمید وغیرہ سے ماخوذ ہیں! صرف محمد ابن ابی بکر کی اولاد امجاد خدا کے فضل و کرم سے اطراف عالم میں لاکھوں کی تعداد میں موجود ہے لیکن اس جم غفیر میں بہت کم افراد ایسے ہیں جو اپنے سلسلہ نسب کو تفصیلاً آں جناب تک پہنچا سکیں اُن میں بہت زیادہ قبائل اپنے اجداد کے صحیح اور مفصل حالات پر مطلع نہیں ہیں۔ حضرت مستند العلماء دام ظلہ نے اپنے اور ہمارے جد امجد حضرت محمد بن ابی بکر کے مختصر حالات۔۔۔جس خوبی و

متانت سے درج فرمائے ہیں وہ ہماری ستائش سے بالاتر ہیں انشاء اللہ آئندہ سوانح کی تفصیل قابلِ دید ہوگی کہ سیر و تواریخ سے چن کر حضرت جدِ امجدؒ ممدوح کے حالات قلمبند کئے جائیں گے اصل عبارتیں بحوالہ کتاب نقل ہوں گی اور جو واقعات جناب محمدؒ سے خصوصیت خاصہ رکھتے ہیں اُن کے اندراج میں کافی حصہ لیا جائے گا، تا کہ دنیا پر آفتابِ عالم افروز سے زیادہ حضرتِ موصوفؒ کی علمی حالت، شجاعت وعفت اور جلالتِ شان روشن ہوجائے۔ ہم شیوخ محمدیؒ کے لئے مایہ ناز۔۔۔۔ یہ فخر ہے کہ ہم اُس بزرگوار کی نسل ہیں جس نے تین برس کے سن سے، دامنِ عصمت میں پرورش پائی، باب مدینۃ العلم کے زیرِ تربیت جس کا نشو ونما ہوا، امام الکونین نے اپنی تعلیم سے جس کو فیض پہنچایا وہ زینت دومِمبر سلونی کے سوا اور کسی کے سامنے زانوئے تعلّم تہ کر کے نہیں بیٹھا جو عالم علم لدنی کے علاوہ کسی دوسرے سے تلمذ کا ممنونِ احسان نہیں ہوا جس کا رشتہ صرف ایک واسطے سے منزل وحی ربانی منبع نبوت ومرکز رسالت حضور ختمی منزلت کی طرف منتہی ہوتا ہے جس کے رگ وریشہ میں تعلیم امیر المومنین کے اثرات گھر کر گئے تھے جو "حسنین" امامین کی صحبت میں رہ کر "ثالث الحسنین" مشہور ہوا جو امیر المومنین کی اطاعت وفرمانبرداری سے سرفراز ہو کر حضرت کی زبانی "ولد صالح" کہلایا جس کو امام زماں کی نیابت کا شرف حاصل ہوا، اُن پر خدا کی رحمت نازل ہو! اس میں شک نہیں کہ ہمارے اجداد میں فخر العلماء صدر العلماء، اور امام العلماء گزرے ہیں یہ خطابات اپنے مقام پر وجاہت عالیہ رکھتے ہیں کہ شاہانِ وقت کی دیئے ہوئے القابات وخطابات ہیں مگر ہماری تاریخ میں یہ پہلی مثال ہے کہ ہمارے مولانا حضرت اعجاز الملت دام ظلہٗ کو جو خطابات ملے ہیں انہیں عطا کرنے والے وہ حضرات علماء ملت ہیں جن کے رتبہٗ

اعلیٰ کے سامنے صاحبانِ بصیرت کو شاہانِ دنیا کی منزلت پست نظر آتی ہے۔ علاوہ اس کے تاریخ بدایوں میں بہت سے علماء کا تذکرہ موجود ہے، لیکن ابھی تک ہم کو ایک ایسے عالم کا نام تاریخی صفحات میں نہیں ملا جس کے مبلغ علم، زورِ علم اور کمال علم کو مستند علماء وقت نے تسلیم کرلیا ہو یہ خصوصیت خاصتہ تاریخ بدایوں میں صرف ہمارے مولانا کو حاصل ہے۔

درحقیقت جب تک علم دین کی قوت علمیہ میں نمایاں تاثیر نہ ہو ارباب علم اُسکو تسلیم نہیں کرسکتے، زندہ باد اے مستند العلماء! زندہ باد اے اعجاز الملت! کہ آپ نے تاریخ بدایوں کی ایک نمایاں کمی کو پورا کیا ہے الحمدللہ یہ سب آپ کے والد ماجد حاج الحرمین مولانا محمد جعفر حسن صاحب قبلہ مرحوم امام الجمعہ والجماعت کی دعاؤں کا اثر ہے جو خدائے عزوجل نے اپنی رحمی سے آپ کے حق میں قبول فرمائیں۔ فللہ الشکر.

حسن افضل بدر محمدی بدایونی

maablib.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

خدا کی ہزار ہزار حمد اور لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے اپنی رحمت و مہربانی و ذرہ نوازی سے ہم کو خلعت انسانیت عطا کر کے حضرت اشرف کائنات افضلِ مخلوقات اکمل مصنوعات سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین سلطان ہر دو سرا جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمتِ مرحومہ خیر الامم میں خلق فرمایا ہے۔ اُسی نے ہم کو اتباع و پیروی کتاب مبین وائمہ معصومینؑ کی توفیق عطا کر کے نجاتِ ابدی وحیات جاودانی حاصل کرنے کا طریقہ اور وسیلہ بتایا ہے خدا کا درود وسلام حضور ختمی منزلت اور آپ کی عترت معصومہ پر نازل ہو۔

اما بعد خادم ملت اثنا عشریہ الحاج الزائر محمد اعجاز حسن محمدی بدایونی پروفیسر مدرسۃ الواعظین لکھنؤ اپنے ہم وطن و ہم نسب شیوخ محمدی کی خدمات عالیات میں عرض کرتا ہے کہ میں نے حضرت محمد بن ابوبکر کے متعلق ایک مختصر مضمون اخبار "شیعہ" لاہور میں شائع کیا تھا تاکہ ہمارے جد امجد موصوف کی یاد تازہ ہو جس کی وجہ سے اخلاف آنجناب کے دلوں کو سرور حاصل ہو مضمون معہود شائع ہو کر بدایوں میں آیا جس کو میرے اعزہ نے بہ طیب خاطر پسند فرمایا لیکن برادر گرامی قدر مومن باصفا مولوی ابوالحسنین محمد رضا سلمہ،

خلف رفیع المرتبت منیع الجناب محب آلِ عبا و رئیس محتشم مولوی مقبول رضا صاحب مرحوم نے یہ تجویز کیا کہ اس مضمون ہدایت مشحون کا رسالے کی صورت میں شائع ہونا ضروری ہے تا کہ جملہ اخلاف و اولاد محمد بن ابوبکر اپنے جدِ موصوف کی جلالت شان اور سیرت قابلِ تقلید پر اطلاع حاصل کر کے اپنی شرافت نسبی اور نظافتِ حسبی کا اندزہ لگائے۔

مجھے معلوم ہے کہ دنیا میں ایسے بھی اشخاص بکثرت موجود ہیں جو محض نسب کی وجہ سے دوسرے خاندانوں کے مقابلہ میں فخر و مباہات کیا کرتے ہیں۔ ورآنحالیکہ یہ لوگ بانگِ بے ہنگام لگانے والے، متکبرانہ انداز میں کوسِ لِمَنِ المُلکی بجانے والے، اپنے سلف صالحین کے خصائل حمیدہ سے عاری صفاتِ پسندیدہ سے معرّیٰ، اخلاق حسنہ فاضلہ سے غیر متصف، اعمالِ صالحہ سے اجنبی، اطوار شائستہ سے کوسوں دور خلعت علم سے برہنہ ادب و تہذیب سے بے تعلق، افعال قبیحہ کی نجاسات میں آغشتہ معاصی و محرمات کی خباثتوں میں آلودہ انسانی شرافت و عفت و شرم و حیا سے وحشی ہیں لہذا باوجود ان نقائص و عیوب کے خوبیٔ نسب پر ان کا اکڑنا دلیلِ حماقت و برہانِ فرعونیت ہے۔ بلکہ شریف وہ ہے جو اپنے آباؤ اجداد صالحین کی سیرت حسنہ کا متبع ہو ظاہر و باطن کے لحاظ سے ان کا نمونہ ہو کہ حکیم ربانی عالم علم لَدُنّی حضرت امیر المومنین مولانا علی ابن ابی طالبؑ روحی لہ الفداء نے اپنے فرزند محمد حنفیہ سے اثنائے نصیحت میں ارشاد فرمایا تھا کہ بیٹا تم کو غرور اور دھوکہ میں نہ ڈالے یہ بات، کہ تم علی کے فرزند ہو، بلکہ عمل صالح اور تقویٰ کو اپنا شعار بنائے رکھنا۔ اس کلام صداقت التیامؑ سے ظاہر ہو گئی یہ بات کہ صرف خوبیٔ نسب پر نگاہ رکھنا اور عمل صالح و پرہیزگاری کو نظر انداز کرنا قابلِ مذمت و نفرین ہے جس سے ہر عاقل کو کنارہ کش رہنا چاہیے!!

دنیا واقف ہے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مذموم اور قبیح پیشہ افعال قبیحہ، اعمال شنیعہ کی وجہ سے خوبی نسب بالکل فنا ہو جاتی ہے بلکہ یہی پیشے اور بداطواریاں ایسا بدنما اور کھوٹا نسب بن جاتی ہیں کہ نسلاً بعد نسلٍ اُسی کے نام سے لوگ پکارے جاتے ہیں۔

جولاہہ پن، حجامی، قصابی صرف پیشے ہیں۔ ابتداءً نسب سے ان کو بالکل تعلق نہیں ہوتا ہے مگر جو شریف النسب ان پیشوں کو اختیار کرے گا تو چند پشتوں کے بعد اُس کی شرافت مبدل بہ رذالت ہو جائے گی اور وہی پیشہ اُس کی نسل کے لئے ایک نہایت کمینہ نسب بن جائے گا۔ یہی حالت افعال قبیحہ کی ہے۔ زنانِ بازاری کی حرام کاری ہمارے دعوے کی دلیل ہے۔

غرض انسان عاقل کو لازم ہے کہ خوبی نسب پر افتخار کرنے کے بدلے افعال حسنہ کے ذریعہ سے اُس کی حفاظت میں سعی بلیغ سے کام لے تاکہ نسب کی عمدگی بحال خود برقرار رہے۔ گو بزرگوں نے حفاظت نسب کے لئے "نسب نامہ" اور "شجرہ" کو ایجاد کیا تھا۔ ظاہراً تحفظ نسب کا یہ ذریعہ عمدہ ہے لیکن بداعمالی ایسی بری چیز ہے کہ جو شجرۂ نسب کی ہری بھری شاخوں میں زہریلا مادہ پیدا کر کے اُس کو خزاں آلود بنا دیتی ہے۔ ہم نے ایسے چند اشخاص دیکھے ہیں جو ممتاز وجاہت علیہ رکھتے ہیں۔ اور اب ان کے گھرانے میں رذیل پیشے بھی ہوتے نہیں ہیں لیکن چونکہ اُن کے اجداد میں چند جولاہے مثلاً گزر گئے لہٰذا ان کا اصلی نسب فنا ہو گیا اب وہ لاکھ کوشش کریں نسب نامہ یا شجرہ دکھائیں مگر سب بے سود ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے ہندوستان میں ایسے خاندان بکثرت موجود ہیں جن کے پاس نسب نامہ نہیں ہے لیکن افعال واطوار کی خوبی اُن کے

غلوئے نسب کا آئینہ بن جاتی ہے۔

الغرض نسب کی خوبی کا معیار صرف نسب نامہ نہیں ہے مگر ہاں جب افعال و اعمال عمدہ ہوں اور نسب نامہ بھی موجود تو نورٌ علیٰ نور کا مصداق ہوگا اور اگر اعلیٰ نسب والے جرائم پیشہ ہوں تو نسب نامہ اُن کی عزت کا سبب نہیں ہو سکتا۔ الحاصل میں نے مولوی محمد رضا سلمہ کی تجویز کو بہ طیب خاطر منظور کر کے اپنے جد امجد کی مختصر سیرت کو ازسرنو بعد ترمیم و اضافہ رسالہ کی صورت میں لکھ لیا۔ سردست میں یہ مختصر رسالہ پیش کرتا ہوں لیکن انشاء اللہ آئندہ حضرت ممدوحؒ کے حالات کو مفصلاً تحریر کروں گا۔ اللہ میری مدد کرے۔ اُسی پر میرا بھروسہ ہے میں نے اس رسالہ کو اپنے خاندانی نسب نامہ سے شروع کیا ہے تاکہ احیاءِ سلف کا اخلاقی فریضہ میرے ذمہ سے کچھ ادا ہو جائے۔ خودنمائی مجھے مطلوب نہیں ہے۔ نہ خودستائی مدِ نظر ہے کہ میں اُس کی قباحت سے واقف ہوں نہ مجھے تفاخر کی حاجت ہے۔ میں خدا کے فضل و کرم سے گم نام نہیں ہوں۔ نہ گمنام باپ کا بیٹا اور نہ گمنام دادا کا پوتا ہوں نہ میں خود بدعمل ہوں نہ میرے اب وجد بداعمال تھے کہ میں خود بھی امام جمعہ و جماعت ہوں اور میرے پدر وجد بھی پیش نماز تھے کہ امام جماعت کا ہمارے مذہب میں عادل ہونا لازم اور شرطِ ضروری ہے۔ میں خود بھی چند مرتبہ حج بیت اللہ سے مشرف ہو چکا ہوں۔ میرے والد ماجد ۱۳ مرتبہ حج سے شرف یاب ہوئے تھے۔ میں بھی زائر ہوں اور میرے والد اور دادا بھی زائر تھے بلکہ میرے جد مرحوم کا جسد پاکیزہ خاکِ شفا میں مل گیا۔

الحمدللہ میں فارغ التحصیل ہوں۔ میں نے محنت شاقہ برداشت کر کے چودہ

علوم کو ماہرین اساتذہ سے حاصل کیا ہے۔ فنون مختلفہ میں مَیں نے رسائل اور کتابیں لکھی ہیں ان میں سے بہت سی شائع ہو کر شہرۂ آفاق ہو چکیں۔ مجتہدین کرام اور علمائے عظام نے مجھے مستند عالم دین تسلیم کر کے اجازات روایت اور سندیں عطا فرمائیں۔ عام جلسوں میں مجھے خطابات بھی مل گئے۔ میری مدح میں نظمیں پڑھی گئیں۔ یہ سب کچھ ہوا مگر من آنم کہ من دانم۔!

علمائے ملت نے مجھے علوم عقلیہ اور فنون نقلیہ میں ماہر و کامل تسلیم کر لیا۔ مگر میں اپنی حقیقت سے خوب واقف ہوں۔ اہل البیت ابصر بمافی البیت مثل مشہور ہے! حاشا وکلاًّ نہ مجھے اپنی استعداد اور قابلیت پر ناز ہے نہ میں مدّعی علم واجتہاد ہوں۔ نہ مجھے کسی فن میں کمال ومہارت کا دعویٰ ہے نہ میں اپنے خطابوں پر اکڑتا ہوں۔ نہ اُن چیزوں سے تحصیل جاہ ومال دنیا مدنظر رکھتا ہوں۔ نہ مجھے علماء سے برابری مطلوب ہے مجھے تو صرف دین حق کی خدمت ونصرت مقصود ہے اور یہ کہ اعدائے اسلام کی نظروں میں میری ذلت نہ ہو بلکہ میرا دینی وقار قائم رہے۔ میری اتنی تصریح کے بعد بھی اگر کوئی بدباطن میری نیت پر حملہ کرے تو وہ جانے۔۔۔!!!

میرا آبائی سلسلہ:

محمد اعجاز حسن ابن مولانا الحاج محمد جعفر حسن پیش نماز ابن مولانا الزائر الفقیہ علی حسین صاحب پیش نماز، ابن المولوی الطاف علی ابن المولوی عبدالنبی ابن المولوی عبدالاحد ابن المولوی عبدالواحد ابن المولوی ابوتراب ابن المولوی عبداللطیف ابن المولوی عبدالستار ابن المولوی عبدالوہاب اَبُو الشّبْعَہ ابن المولوی فضل اللہ ابن المولوی ملا دانیال ابن القاضی عبداللطیف ابن صدر العلماء قاضی صدر الدین شیخ الاسلام ابن

مولانا فخر العلماء عمدۃ الملک دیوان انشاء ملک حمید الدین السبزواری منصب دار بہ عہد سلطان غیاث الدین بلبنؒ۔

صدر العلماء:

مولانا صدر الدین قصبہ گنا آباد ایران میں جو سبزوار سے نو میل فاصلہ پر ہے متولد ہوئے۔ بعد فراغت تحصیل علوم دینیہ وفنون مروجہ حضرت ممدوح بغرض سیاحت وارد ہندوستان ہو کر بدایوں میں مقیم ہو گئے۔ مولانا سعد الدین قاضی شہر بدایوں کی وفات ہو چکی تھی پس قاضی موصوف کی دختر سے حضرت ممدوح کی شادی ہوئی۔ عمائد شہر کی توجہ اور سعی سے اور سلطان بلبنؒ کے اعطاء منصب سے آپ مسند قضا پر متمکن ہوئے۔ گو چند سال کے بعد دور سلطنت بدل گیا اور سلاطین خلجیہ کا سکہ چلنے لگا مگر حضرت موصوف اپنے عہدہ پر فائز رہے بلکہ سلطان علاء الدین فیروز خلجی نے آپ کو ۶۹۵ ہجری میں خطاب ''شیخ الاسلام'' عطا فرمایا تھا۔

فخر العلماء:

مولانا حمید الدین کی ولادت باسعادت ایران کے مشہور قصبہ ''سبزوار'' میں ہوئی تھی۔ آپ بھی علوم مروجہ پر فائز تھے سلطان وقت کی طرف سے آپ قصبہ ''گنا آباد'' میں آمر و حاکم تھے۔ آپ کے والد ماجد اور جدّ نامدار قصبہ ''سبزوار'' میں آمر تھے! آپ نے اپنے فرزند صدر العلماء کی استدعا پر سبزوار سے ترک وطن کیا اور گنا آباد کو چھوڑا مع والدہ صدر العلماء وارد ہندوستان ہو کر دہلی میں تشریف لائے۔ سلطان بلبنؒ کے دربار میں باریاب ہو کر خطاب ''عمدۃ الملک'' پایا اور منصب ''دیوان انشاء'' پر فائز ہوئے۔ پھر آپ بدایوں وارد ہوئے اور محلہ شیخ پٹی میں آپ نے نزول اجلال فرمایا

اور اپنے فرزند سے ملے۔ آپ نے اس محلہ میں اپنی سکونت کے لئے مکان اور رفاہ عام کے واسطے کنواں بنوایا۔ مسجد تعمیر کروائی۔ اسی مسجد کے صحن میں آپ مدفون ہوئے۔ یہ مسجد اب تک باقی ہے اور "دادے حمید کی مسجد" کہلاتی ہے۔

فخر العلماء کا سلسلہ نسب:

ملک حمید الدین ابن بدر الدین آمر ابن شرف الدین آمر ابن احمد بن عثمان ابن عمر ابن محمود ابن علے مدنی ابن محمد ثانی ابن قاسم ابن محمدؒ ابن ابی بکر، علی مدنی بوجہ ظلم و ستم سلاطین جور کے حرم الرسول مدینہ طیبہ سے ترک وطن کر کے ایران کے قصبہ سبزوار میں پناہ گزیں ہو گئے تھے اور وہیں رہے!

حضرت ابوبکر:

آپ مکہ معظمہ کے باشندے اور قبیلہ "تیم" کی فرد ممتاز تھے کبھی تجارت اور کبھی ملازمت سے آپ بسر اوقات کیا کرتے تھے آپ کے والد کا نام عثمان تھا اور کنیت ان کی ابوقافہ تھی۔ آپ کی والدہ کا اسم گرامی سلمیٰ اور کنیت اُم معظمہ کی اُمّ الخیر یہ تھی اُن معظمہ کے والد صخر بن عامر بن عمرو بن کعب تھے۔ پس اُمّ الخیر یہ جناب ابوقافہ کے حقیقی چچا کی بیٹی تھیں۔ جناب ابوبکر اور ان کے والدین مشرف باسلام ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر کی وفات کے وقت آپ کی والدہ اُم الخیر یہ بقید حیات تھیں۔ (خلاصۃ الاخبار)

حضرت ابوبکر کا سلسلہ نسب:

ابوبکر عتیق ابن ابوقافہ عثمان ابن عامر ابن عمرو ابن کعب ابن سعد ابن تیم۔ یہیں سے سلسلہ خاندان نبوت آپ کے سلسلہ سے جدا ہوا ہے۔ اس لئے کہ جناب مرۃ بن کعب کے تین بیٹے تھے۔ اول حضرت کلاب ان کی ذریت میں حضور ختمی منزلت کے

اجداد ہیں۔ اور مُرّہ کے دوسرے فرزند تیم تھے۔ ان کی نسل میں حضرت ابو بکر عتیق ہوئے۔ (خلاصۃ الاخبار)

حضرت ابو بکر کی شادیاں:

چار ہوئیں، دو عہد جاہلیت میں اور دو زمانۂ اسلام میں۔ ہم ان چاروں نکاحوں کا ترتیب وار مختصر حال لکھتے ہیں آپ کی پہلی شادی مسماۃ قتیلہ بنت عبد العزیٰ سے ہوئی اس بطن سے عبد اللہ پسر اور اسماءؓ دختر متولد ہوئے۔ دوسری شادی ام رومان بنت عامر سے ہوئی اس بطن سے پہلے عبد الرحمٰن پیدا ہوئے اور اسلام کے عہد میں جناب عائشہ کی ولادت ہوئی، تیسرا نکاح اسماء بنت عمیس سے ہوا اور صرف محمدؓ اس بطن سے پیدا ہوئے چوتھا نکاح اُم حبیبہ بنت خارجہ بن زید انصاری سے ہوا۔ اُم حبیبہ حاملہ تھیں کہ حضرت ابو بکر نے وفات پائی۔ آنجناب کے بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی، ام کلثوم اُس کا نام رکھا گیا۔

حضرت اسماء والدہ جناب محمدؓ:

حارث بن الحزن بن الجبیر شرفاء مکہ میں سے ایک نامی شخص تھے۔ ہندہ بنت عوف بن زبیر بن الحارث سے ان کا نکاح ہوا تھا۔ دو بیٹیاں پیدا ہوئیں میمونہ اور اُمّ الفضل، حارث کی موت کے بعد ہندہ نے اپنا عقد ثانی عمیس بن سعد بن الحارث سے کیا تھا اس نکاح سے تین لڑکیاں متولد ہوئیں یعنی سلمٰی، سلامہ اور اسماء۔ (ناسخ التواریخ)

میمونہ:

کی شادی مسعود بن عمر ثقفی سے ہوئی تھی مگر اس نے طلاق دیدی تھی پھر میمونہ کا دوسرا نکاح ابو درہم ابن العزیٰ سے ہوا اس کے مرنے کے بعد میمونہ مشرف بہ اسلام ہو کر زوجیت جناب سیدؐ عالم میں آئیں اور اُمّ المومنین کہلائیں!

اُم الفضل:

کا عقد جناب عباسؓ عم الرسول سے ہوا چار بیٹے فضل، قثم، عبداللہ اور عبیداللہ ابن عباس ان کے بطن سے متولد ہوئے یہ معظمہ بھی مشرف بہ اسلام ہوگئی تھیں۔ بوقت ولادت امام حسینؑ یہ معظمہ جناب سیدۂ عالم کی خدمت میں حاضر تھیں۔ انہیں معظمہ نے امام حسینؑ کو پرورش کیا تھا۔ اسماء بنت عمیس کی اُس وقت خانہ سیدہ میں موجودگی ایک غیر بے اصل وقول بے بنیاد ہے کہ آپ اُس زمانے میں "حبشہ" میں تھیں۔

سلمٰی:

کا نکاح حضرت حمزہ عم النبی سے اور سلامہ کا عبداللہ بن کعب سے ہوا تھا۔

اسماء:

بنت عمیس کی شادی حضرت جعفر برادرِ اکبر امیر المومنینؑ سے ہوئی تھی یہ معظمہ بھی مشرف بہ اسلام ہوگئی تھیں۔ قبل ہجرت نبوی جناب جعفرؓ بحکم رسالت مآبؐ "مکہ" سے "حبشہ" چلے گئے تھے اور اسماء بنت عمیس کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔ حبشہ میں بطن اسماء سے تین لڑکے عبداللہ، عون اور محمد پیدا ہوئے حضرت جعفر حبشہ سے خدمت نبوی میں اُس دن حاضر ہوئے کہ آپ کے بھائی جناب علی مرتضیٰؑ نے قلعہ خیبر کو فتح کیا تھا۔ رسالت مآبؐ نے حضرت جعفرؓ کو دیکھتے ہی ارشاد فرمایا تھا کہ میں کون سی بات کی خوشی کروں آیا خیبر کے فتح ہونے کی یا جعفرؓ کے واپس آنے کی۔۔۔!

حضرت محمدؓ بن ابوبکر کی ولادت:

۸ھ ہجری میں شامیوں سے بمقام "موتہ" اسلامی جنگ ہوئی۔ لشکر اسلام کے علمدار بحکم جناب ختمی منزلت حضرت جعفرؓ تھے۔ اسی جہاد راہِ خدا میں حضرت جعفرؓ نے

شہادت پائی۔ تقریباً ایک سال کے بعد حضرت اسماء کا عقدِ ثانی جناب ابو بکر کے ساتھ ہوگیا اور ۱۰ ھ ہجری میں محمد کی ولادت ہوئی۔

حضرت محمد کی تربیت اور تعلیم:

۱۳ ھ ہجری میں جناب ابو بکر نے دنیا سے انتقال فرمایا۔ عدۂ وفات گزرنے کے بعد جناب امیرؑ نے اسماء بنت عمیس سے عقد کرلیا۔ اس وقت حضرت محمد تین برس کے تھے اتنی کمسنی سے حضرت محمد جناب امیر المومنینؑ کی تربیت میں رہے اور محمد نے صرف بابِ مدینۃ العلم سے تعلیم پائی اسی تعلیم کا اثر تھا کہ محمد ایک جلیل الشان عالم اور مجمع صفاتِ حمیدہ وانسانِ کامل تھے۔

محمد کی جلالت:

اُن کلمات سے ظاہر ہوتی ہے جو حضرت امیر المومنینؑ نے ان کی شان میں تحریر فرمائے تھے جو کتاب نہج البلاغۃ باب المکاتیب میں منقول ہیں۔ امیر المومنین نے ایک خط میں لکھا تھا کہ ہم محمد سے راضی اور خوش ہیں۔ روزِ قیامت جب حواریانِ انبیاء اور حواریانِ اوصیاء کو آواز دی جائے گی اور جناب امیر کے حواری بلائے جائیں گے تو آپ کے حواریوں میں سب سے پہلے محمد بن ابی بکر اور مالکِ اشتر حاضر ہوں گے اور لبیک کہیں گے۔

محمد کی شجاعت ودیانت:

جنگ جمل کا واقعہ پڑھنے سے معلوم ہوسکتی ہے ہم کو تصریح کی ضرورت نہیں ہے۔ اس جنگ میں محمد کا خدمتِ جنابِ امیر المومنینؑ میں رہنا اور آپؑ کی نصرت میں لڑنا آپ کے کمالِ ایمان وتدیّن کی دلیل ہے۔ حضرت محمد کی ایمانی حالت وقوت و

استقامت کا اندازہ اُن خطوط سے ہو سکتا ہے جو آپ نے معاویہ امیر شام کو لکھے تھے جن کا تذکرہ کتاب نہج البلاغہ اور دیگر کتب تواریخ میں موجود ہے۔ اس میں ذرہ برابر شک نہیں ہے کہ آپ حضرت امیر المومنینؑ کے سچے پیرو، ہمدرد اور جانثار تھے اور حسنین علیہما السلام کی خدمت گذاری و محبت کو اپنا فرض عین سمجھتے تھے محمدؒ کی عقیدت مندی اطاعت شعاری امیر المومنین کی جناب میں اس درجہ تک پہونچ گئی تھی کہ جناب امیرؑ اُن کو اپنا "فرزند صالح" کہتے تھے انشاء اللہ ہم تتمۂ کلام میں خود امیر المومنینؑ کے ارشاد کو اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کریں گے۔

محمدؒ کی شادی خانہ آبادی:

یزدجرد شاہ ایران کی دو بیٹیاں شہربانو اور مہربانو مدینہ میں آئی تھیں لیکن کیونکر آئیں اور کون سے خلیفہ اسلام کے عہد میں آئیں اس سوال کے جواب میں اجمالاً اتنا ضرور کہیں گے کہ ہم کو کتب تواریخ کی ورق گردانی سے سوال مذکور کا جواب دینے والے دو قول ملے ہیں۔ اول یہ کہ حضرت عمر بن الخطاب کی فوجوں نے ایران پر چڑھائی کی آخر اسلام کی فتح ہوئی اور دونوں شہزادیاں قید ہو کر آئیں بلکہ اس روایت کے مطابق تین شہزادیوں کا قید ہونا معلوم ہوتا ہے کہ تیسری شہزادی "شاہ زناں" بھی غازیان اسلام کے قبضہ میں آئی تھی۔

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا یہ روایت دیگر حالات و کوائف کے مطابق ہے یا نہیں ہم نے جہاں تک غور کیا ہے تو ہماری سمجھ میں معیار درایت پر یہ روایت ٹھیک نہیں اُترتی ہے اس لئے کہ ۱۳ ہجری سے ۲۳ ہجری تک کچھ کم دس سال جناب عمر کی خلافت کا زمانہ ثابت ہو چکا ہے اور ۱۸ ہجری میں ایرانی شہزادیوں کا مدینہ میں آنا بتایا جاتا

ہے۔ حالانکہ باتفاق روایات شاہ یزدجرد نہ جنگ ایران میں مارا گیا تھا اور نہ حضرت عمر کے آخر عہد تک اس کی حیات ختم ہوئی تھی۔ بلکہ تاریخ کامل ابن اثیر وغیرہ میں یہ لکھا ہے کہ ۳۰ ہجری میں قصبہ مرز کے حمام سے علی الصباح نکلنے کے بعد یزدگرد یا یزد جرد اچانک قتل کیا گیا۔ یہ زمانہ حکومت جناب عثمان کا تھا مگر اس زمانہ میں بلکہ پورے عہد خلافت عثمانیہ میں ایرانی شہزادیوں کا مدینے میں ورود ثابت نہیں ہوتا۔ علاوہ اس کے ۱۸ ہجری میں شہزادیوں کا مدینہ میں داخلہ پھر شہربانو کے ساتھ امام حسینؑ کا عقد اور مہربانو کے ساتھ محمد بن ابوبکر کا نکاح بیان کیا جاتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ دونوں نکاح بالوکالۃ ہوئے یا بالولایت یا بالاصالۃ ہوئے تھے۔ اس کے متعلق جواب دینے سے پہلے جناب امام حسینؑ اور محمد بن ابوبکر کی عمر کا اندازہ لگانا چاہیے کہ ۱۸ ہجری میں ان دونوں شہزادوں کا سن کتنا تھا۔ پس میں کہتا ہوں کہ جناب امام حسینؑ کی ولادت ۴ ہجری میں ہوئی تھی لہٰذا ۱۸ ہجری میں چودہ سال سے کم آپ کی عمر ظاہر ہوتی ہے اور حضرت محمد بن ابوبکر ۱۰ ہجری میں پیدا ہوئے تھے لہٰذا ۱۸ ہجری میں وہ پورے آٹھ برس کے بھی ثابت نہیں ہوتے غرض ۱۸ ہجری میں دونوں شہزادے نابالغ تھے۔ گو امام حسینؑ بلوغ شرعی کے قریب پہونچ گئے تھے لیکن محمد تو بالکل ہی کمسن بچے ثابت ہوتے ہیں۔

صورت مذکورہ کے دیکھتے ہوئے دونوں شہزادوں کا نکاح بالوکالۃ اور بالاصالۃ بوجہ اُن کے نابالغ ہونے کے ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ ممکن ہی نہیں تھا البتہ امام حسینؑ کا عقد بالولایۃ ممکن تھا کہ آپ کے ولی شرعی آپ کے پدر بزرگوار موجود تھے لیکن محمد بن ابوبکر کے نکاح بالولایت کا دنیا میں کوئی ولی شرعی زندہ نہ تھا اس لئے کہ عقد نابالغ کے ولی شرعی باپ یا دادا ہوتے ہیں سو محمد کے والد اور دادا دونوں انتقال کر چکے تھے۔ لہٰذا عہد حضرت

عمر میں محمد کا مہربانو سے عقد ہونا کسی شرعی قاعدہ کے ماتحت ثابت نہیں ہو سکتا!

اب رہی یہ بات کہ دیگر شیوخ محمدی جناب عمر کے زمانہ میں اپنے نابالغ جد امجد حضرت محمد کا نکاح اپنے کسی قانون شرعی کے مطابق ثابت کر سکتے ہوں تو اُن کے لئے مناسب ہے کہ اُس طریقہ کو بیان فرمائیں مگر کسی واقعہ کے متعلق دلیل عقلی یا احتمالِ عقلی کافی نہیں ہے بلکہ روایات سے اس واقعہ کا ثبوت دیا جائے۔ ہماری شریعت نے جو قانونِ عقدِ نابالغ ہم کو بتایا ہے اُس کے لحاظ سے زمانہ خلافت ثانیہ میں محمد کا مہربانو سے نکاح ممکن نہیں تھا۔ پس جب روایت کا ایک جزء ناممکن ثابت ہوا تو دوسرا جزء بھی مشکوک ہو گیا۔ پس جب کہ وہ روایت حد اعتبار سے خارج ہو گئی تو ایرانی شہزادیوں کو مالِ غنیمت کہنا اور ان پر حکم کنیزی لگانا یا یوں قائل ہونا کہ جناب امیر نے ان دونوں کی قیمت ادا کر کے خرید فرمایا تھا پھر دونوں کو آزاد کر کے دونوں کا نکاح کر دیا تھا اور یہ سب کچھ جناب عمر کے زمانہ میں ہوا دراں حالیکہ حضرت محمدؒ نابالغ بچہ تھے اور جناب امیر ان کے ولی شرعی نہ تھے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کیوں کر صحیح ہے۔ دونوں شہزادیوں کے ورودِ مدینہ کے متعلق دوسرا قول یہ ہے کہ ۳۶ ہجری میں حضرت امیر المومنین کی خدمت میں یہ شہزادیاں ایران سے بھیجی گئیں اور آنحضرتؑ کے عامل نے ایران سے اُن کو بھیجا تھا۔ یہ قول تاریخی حیثیت سے محالِ عقلی و ناممکنِ عادی نہیں ہے۔ لیکن میں اس قول کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اتنا ضرور عرض کروں گا کہ جناب امیر نے ان دونوں شہزادیوں پر کنیزی کا حکم جاری نہیں کیا تھا کہ مالِ غنیمت قرار دے کر شہربانو تو امام حسینؑ کے حوالہ اور مہربانو محمدؒ کے قبضہ میں دے دی ہو بلکہ آپ نے ان دونوں شہزادیوں کی رضا مندی سے عقد کیا تھا اور یہ نکاح تو بالوکالہ تھا اس لئے کہ دونوں شہزادے اور دونوں شہزادیاں ۳۶ ہجری میں

جوان اور بالغ تھے۔

ہم کو آج تک کوئی ایک واقعہ ایسا نہیں ملا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شہزادہ یا شہزادی پر حکم غلامی عائد کیا ہو۔ دنیا واقف ہے کہ حاتم طائی شاہ یمن کی بیٹی قید اسلام ہو کر مدینہ میں آئی تھی مگر حضور ختمی منزلت نے اُس کو اکرام کے ساتھ یمن واپس کیا۔ صفیہ بنت حُئی اخطب شاہ خیبر قید ہوئی اور رسول اللہ کے قبضہ میں آئی مگر آپ نے اس کو کنیز نہیں سمجھا اور کنیز کی طرح سے بدون عقد اُس پر تصرف نہیں کیا بلکہ صفیہ کے ساتھ آنحضرت کا نکاح کرنا ثابت ہے۔ غرض ہم کو تاریخی معتبر شہادتوں سے زمانہ خلافت ثانیہ میں ان شہزادیوں کا مدینہ میں آنا ثابت نہیں ہوتا ہے اور اگر بفرض محال ہم اس کو مان بھی لیں تو ہماری جرح مذکور کا جواب ہماری سمجھ میں نہیں آیا ہے۔ نیز عمل جناب رسالت مآبؐ کے مطابق ایرانی شہزادیاں کنیز اور مملوک متصور نہیں ہو سکتیں۔

الحاصل روایات صحیحہ ماثورہ اور شرعی قانون نکاح کے مطابق امام حسینؑ کے عقد میں شہر بانو کا آنا اور محمد بن ابو بکر کے ساتھ مہر بانو کا عقد ہونا ثابت ہے۔

محمدی نسل:

جناب مہر بانو کے بطن سے قاسم پیدا ہوئے۔ یہ بزرگوار اپنے عہد میں باکمال فقیہ مشہور تھے۔ انہیں بزرگ سے محمدی نسل جاری ہوئی ہے۔

شہر بانو:

کے بطن مقدس وطاہر سے جناب امام زین العابدینؑ ۳۸ھ ہجری میں متولد ہوئے۔ آپ اپنے جد امجد حضرت امیر المومنین کی حیات ظاہریہ میں دو برس کے تھے

آپ کی ولادت سے دسویں دن جناب شہر بانو کی وفات ہو گئی۔ امام حسینؑ کی ایک کنیز نے اس نونہال گلشن امامت کو پرورش کیا۔ یہ حضرت اپنی اس مربیہ کو اماں کہا کرتے تھے۔ معرکہ کربلا میں حضرت شہر بانو کا موجود ہونا پھر بعد شہادت امام حسینؑ اس معظمہ کا اسپ امام پر سوار ہو کر چلے جانا اور راہ میں اپنے بھائی شہریار سے ملاقات کرنا پھر جبل مصر میں آپ کا غائب ہو جانا وہ روایات ہیں جو ہرگز قابل اعتنا نہیں ہیں۔

جناب امام زین العابدینؑ اور حضرت قاسم بن محمد دونوں حقیقی خالہ زاد بھائی تھے۔ دونوں بزرگواروں میں خون کی شرکت تھی۔ یہ پہلا رشتہ ہے جو قدرت نے سادات علوی، فاطمی اور شیوخ محمدی میں جوڑا ہے۔ اس قدرتی رشتہ کی وجہ سے ہماری قرابت کا سلسلہ سادات بنی فاطمہ سے متصل ہو گیا۔ (ارشاد، المفید)

قاسم بن محمد کی شادی:

اسماء بنت عبدالرحمن بن ابوبکر سے ہوئی۔ اس بطن سے محمد ثانی اور ام فروہ دختر کی ولادت ہوئی۔ پس جناب ام فروہ حضرت محمد بن ابوبکر کی پوتی اور عبدالرحمن بن ابوبکر کی نواسی تھیں یہ معظمہ اپنے والدین کے واسطے سے حضرت ابوبکر کی لخت جگر ہوئیں۔

شرعاً اور عرفاً ہر شخص کے تین حقیقی پدر ہوتے ہیں اول والد دوم دادا سوم نانا اسی طرح تین مائیں ہوتی ہیں اول والدہ دوم دادی سوم نانی ابن بھی تین ہوتے ہیں اول بیٹا دوسرے پوتا تیسرے نواسا دختر بھی تین ہوتی ہیں اول بیٹی دوسری پوتی تیسری نواسی۔

جس طرح ماں باپ کے بدن کے باریک ذرّے اولاد کی طرف منتقل ہوتے ہیں اور اولاد اپنے والدین کے دل و جگر کا ٹکڑا کہلاتی ہے اسی طرح دادا دادی اور نانا نانی

کے ذرات بھی منتقل ہوتے ہیں۔ انہیں ذرات کی وجہ سے خون میں شرکت حاصل ہو کر رشتہ داری قائم ہو جاتی ہے۔ میراث ملتی ہے محرمیت حاصل ہوتی ہے فریضہ صلۂ رحم لازم الادا ہوتا ہے یہی ذرے جب باپ، دادا اور دادی کی طرف منتقل ہوں گے تو تعلق کو عرف اور شرع میں "نسب" سے تعبیر کیا جائے گا اور ماں نانا کی طرف سے ان ذروں کا انتقال عرف اور شرع میں "نسل" کہلائے گا غرض نسب کا تعلق باپ اور دادا سے ہوتا ہے لیکن نسلی نظام ان دونوں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ نانا نانی سے بھی اس کا تعلق ہے۔

جناب عیسیٰ کے لئے نسب نہ تھا لیکن ماں کے ذریعہ سے آپ عمران پدر مریم کی اولاد میں تھے پھر ان دونوں کے واسطے سے نسل و ذریت ابراہیم خلیل اللہ میں آپ داخل تھے، وجہ اس کی وہی نظام انسانی ہے کہ ابراہیم کے ذرے منتقل ہوتے ہوئے جسم عیسوی میں شامل ہو گئے تھے۔ قرآن مجید میں بھی اس نسلی تعلق کا تذکرہ موجود ہے کہ جناب عیسیٰ کو ذریت ابراہیمی میں بتایا گیا ہے۔ پس کون سا عاقل ہے جو حضرت عیسیٰ کو جناب ابراہیم خلیل کا حقیقی فرزند نہ کہے گا اور کون سا دیندار ہے جو ابراہیم خلیل کو مریم کا محرم نہ سمجھے گا جناب ختمی منزلت کے جسم مطہر کے پاکیزہ ذرّے جناب سیدہ کی طرف منتقل ہوئے پھر حضرت معصومہ کے عصمت ریز ذرّوں کے ساتھ جسم رسول کے ذرّے حسنینؑ کی طرف منتقل ہوئے جن کی وجہ سے حسنینؑ حقیقی فرزندان رسول قرار پائے آیۂ مباہلہ نے بھی اس کی ترجمانی فرمائی ہے گو حسنینؑ کا نسبی تعلق اُن ذرّوں کے ماتحت ہے جو حضرت امیر المومنین سے اور آں جناب کے واسطہ سے حضرت ابوطالب سے حسنینؑ کی طرف منتقل ہوئے تھے اسی لئے حسنینؑ کا نسل و ذریت رسول میں ہونا بے اشکال

ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسالتمآب کا ابناء جناب حسنینؑ کو قرآن میں کہا گیا ہے۔

حضرت ام فروہ کی شادی:

ہاشمی الوالدین فاطمی الطرفین جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ عمل میں آئی اور اس بطن پاکیزہ سے جناب امام جعفر صادق متولد ہوئے۔ قدرت نے نسل محمد بن ابوبکر میں امامِ خلق کو پیدا کر کے خاندانِ رسالت سے ہمارا دوسرا رشتہ قائم کر دیا ہمارا دوسرا رشتہ قائم کیا۔

حضرت اُمّ فروہ وہ محترمہ مومنہ ہیں جن کی نسل و ذریت میں سات امام معصوم خدا نے خلق فرمائے جو حقیقی طور سے اُم الائمہ قرار پائیں امام جعفر صادقؑ سے بارہویں امام تک سات اماموں کی ماں ہو گئیں۔ جس طرح گیارہ امام بوجہ نسل میں ہونے کے فرزندانِ رسولؐ کہلاتے ہیں اس طرح سات امام محمد بن ابی بکر کی ذریت میں ہونے سے فرزندانِ محمد بن ابی بکر کہلائیں گے۔

غرض سادات جعفری وموسوی ورضوی وتقوی ونقوی یہ سب محمد بن ابی بکر کی نسل سے قدرتاً ہو گئے۔ اگر یہ جملہ طبقے نسب کے لحاظ سے سادات رفیع الدرجات ہیں تو بہ لحاظ نسل و ذریت محمدیؓ بھی ہیں۔ ان میں سے کوئی طبقہ نسل جناب ابوبکر میں ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔ یہ قدرت کا بنایا ہوا رشتہ ہے جسے انسان توڑ نہیں سکتا یہ قدرت کی کھینچی ہوئی ہاتھوں کی لکیریں ہیں جن کو پانچ بطونِ سادات مٹا نہیں سکتے جس طرح کل سادات بنی فاطمہ کی بیٹیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیاں اور محرم ہیں اسی طرح سادات کے پانچ مذکورہ خاندانوں کی لڑکیاں محمد بن ابی بکر اور جناب ابوبکر کی بیٹیاں اور محرم ہیں۔ اسی طرح عبدالرحمن بن ابوبکر کی بھی یہ بیٹیاں اور محرم ہیں۔

اس میں شک نہیں ہے کہ سادات بنی فاطمہ کا نسبی درجہ ہمارے نسبی درجہ سے بے حد بلند ہے کہ ہمارا طائر وہم بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا ہے کہ خدا نے یہ رفعت بے پایاں ان سادات کو مرحمت فرمائی ہے۔

ایں سعادت بہ زور بازو نیست
گر نہ بخشد خدائے بخشندہ

لیکن سادات کو یہ حق کہاں سے مل گیا ہے کہ ان میں سے جو سطحی النظر ہیں وہ نسل محمدؐ کی حقارت و ذلت کی نظر سے دیکھیں ذرا اں حالیکہ یہ لوگ خود بھی قدرتاً محمدیؐ ہیں۔ اور ان کے پانچ سلسلے اور سات امام ہمارے سلسلے میں منسلک ہیں۔ پس اگر جناب ابوبکر کی نسل میں ہونا ہماری تحقیر کا سبب ہو سکتا ہے تو ہم بسر و چشم تسلیم کرتے ہیں کہ دو حصے ذلت وحقارت ہمارے لئے حاصل ہیں لیکن پانچ خاندانوں کے سادات اس فرضی تحقیر سے بچ نہیں سکتے کہ بہ نسبت ہمارے ایک حصہ ان کو بھی قدرت نے اس تحفے کا دیا ہے۔ ہم کو سادات رفیع الدرجات پر زیادہ افسوس ہوتا ہے کہ ان حضرات کا ہم شیوخ کی طرف سے تخیل بہت پست ہے۔ ان لوگوں کو اپنی سیادت بے حد گھمنڈ اور متکبرانہ افتخار ہے حالانکہ اگر یہ لوگ انصافاً غور کریں تو بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اگر نسل ابوبکر میں ہونا کوئی عیب ہے تو اس عیب سے پانچ بطون سادات بھی محفوظ نہیں ہیں۔ بلکہ میں تو صاف صاف یہ کہتا ہوں کہ سادات میں سے کسی خاندان کو خواہ وہ علوی ہو حسنی ہو حسینی ہو، عابدی ہو، زیدی ہو، باقری ہو، ہرگز یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ہم شیوخ محمدی کو بہ نظر حقارت دیکھے اور ہم کو ذلیل سمجھے۔ ورنہ یاد رہے کہ اس توہین و تحقیر کی انتہا سادات کے پانچ خاندانوں کی طرف بھی ہوگی۔ پنجابی سادات کرام کو اس مسئلہ میں خاص طور

سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔۔۔! الحاصل چونکہ سادات کا نسلی رشتہ قدرت نے ہم سے قائم کر دیا ہے بنا بریں ہماری شادیاں سادات میں اور سادات کی شادیاں ہم میں ہوتی ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے اور انشاء اللہ جاری رہے گا۔۔۔!

محمدؓ کی صوبہ داری:

مصر کے باشندوں پر جب عثمانی گورنر و عامل کے مظالم حد سے گزر گئے تو حضرت عثمان نے بہ مشورہ جناب امیر المومنین اپنے عامل کو معزول اور محمد بن ابوبکر کو نصب فرمایا۔ آپ چند سال تک مصر میں مقیم رہے۔ وہیں آپ نے دشمنوں کے ہاتھوں سے جام شہادت نوش فرمایا۔

آپ کی تقرری تاریخی حیثیت سے عجیب وغریب ہے بلکہ بے نظیر و بے مثال ہے ہم اس ہنگامے کی یاد تازہ کرنے سے عمداً اپنے قلم کو روکتے ہیں حالانکہ اس واقعہ کو جناب محمدؓ کی سیرت سے خاص تعلق ہے۔ لیکن انشاء اللہ جناب جد امجد کی مفصل سوانح عمری میں اُسے درج کریں گے۔

محمدؓ کی شہادت:

آپ حاکمانہ اور عادلانہ زندگی مصر میں بسر کر رہے تھے۔ آپ نے مصری رعایا کی شکایات کے رفع کرنے میں سعی بلیغ سے کام لیا تھا۔ محمد کل معاملات میں پابندیٔ شرع اسلام مد نظر رکھتے تھے یہ سب کچھ تھا مگر عمرو بن العاص عرصہ دراز سے حکومت مصر کی خواہش اپنے دل ہی دل میں رکھتے تھے۔ آخر اُن کو معاویہ امیر شام کی مہربانی و عنایت سے پروانہ حکومت مصر مل گیا۔ وہ شامی فوج کثیر لئے ہوئے مصر پہنچے لشکر اسلام اور فوج شام میں خوب جنگ ہوئی کئی دن تک میدان کارزار گرم رہا۔ آخر عاص نے

اپنے جوڑ توڑ سے کام لے کر غدار کنانہ مصری کے ظالم ہاتھ سے محمد بن ابوبکر کو قتل کرادیا۔ افسوس ہزار افسوس اس نامراد سپاہ شام نے لاش محمد کے ساتھ وہ انسانیت سوز بربریت برتی کہ اس حادثۂ عظمیٰ کی نظیر اسلام تاریخ میں مشکل سے ملے گی۔

ستمگران جفا پیشہ نے اُس شہید راہِ خدا مومن غازی نمازی کے بیٹے کو اول سولی پر چڑھایا پھر چند روز کے بعد اُس کو آگ میں جلادیا یہ پہلا باایمان غازی ہے جس کے ساتھ ظالموں نے بدعاتِ مؤلفہ روا رکھی ہیں۔ اس مظلوم غریب الوطن مرد با خدا کا دنیا میں نہ کہیں مقبرہ ہے اور نہ کہیں قلب مومن کے سوا اُن کا مزار ہے۔ اس شہید جفا پر خدا کی ہزاروں ہزار رحمتیں نازل ہوتی رہیں۔

ام المومنین عائشہ کا غم محمد برپا کرنا:

جس وقت شہادت محمد کی خبر جناب عائشہ کے گوش گزار ہوئی ہے تو آپ نے اپنے بھائی کے غم میں اپنا منہ پیٹا گریبان چاک کیا چیخیں مار کر روئیں بین جگر خراش کیے آپ ہر نماز کے بعد محمد کے لئے دعائے مغفرت کرتی تھیں چنانچہ کتاب المختصر فی اخبار البشر میں لکھا ہے۔ لَمَّا بَلَغَ عائشۃَ قتل اخیہا محمد فَجَزَعَتْ عَلَیْہِ وقنتت فی دُبُرِ کلِ صلوٰۃِ الخ

"جب عائشہ کو ان کے بھائی محمد کے قتل کی خبر پہنچی تو آپ نے اس شہید پر جزع کیا اور ہر نماز کے بعد اُن کے لئے دعا کرنے لگیں۔"

نرم دل انسان کا اپنے عزیزوں کے غم میں رونا پیٹنا قانون فطرت کے مطابق ہے پھر جناب عائشہ کی قتل محمد کی وجہ سے نوحہ گری بعید از عقل نہیں ہے۔

امیر المومنین کے دل پر غمِ محمدؓ:

آں جناب نے محمد کو ان کے بچپن سے مثل اپنے فرزندوں کے پرورش کیا تھا قتل محمد کے سبب سے جتنا بھی صدمہ حضرت کے دل اقدس پر ہوا ہوگا اس کا اندازہ ان کلمات سے ہو سکتا ہے جو محمدی مرثیہ کے متعلق امیر المومنین کے دہن اقدس سے نکلے تھے وہ تو ہم آئندہ درج کریں گے لیکن سردست اتنا عرض کئے دیتے ہیں کہ امیر المومنین کی شاہی قوت کے دو بازو تھے ایک مالک اشتر دوسرے محمد بن ابی بکر حضرت امیر المومنین نے عمرو بن عاص کے فتنہ کو مصر سے دور کرنے کے لئے مالک اشتر کو روانہ کیا تھا لیکن راہ میں بنی اُمیہ نے اپنی تدبیر باطل سے مالک کو زہر دے کر شہید کر دیا۔ امیر المومنین کی قوت کا ایک بازو شکستہ ہو گیا اور محمد کے مارے جانے سے دوسرا بازو بھی ٹوٹ گیا۔

محمدیؓ مرثیہ علویہ:

جس وقت امیر مومناں علیہ السلام کو قتل محمد کی خبر ملی تو آپ نے عالم حسرت و افسوس میں عبداللہ بن عباس کو قتل محمد کی خبر دینے کے لئے سنائی نامہ تحریر فرمایا جو کتاب نہج البلاغہ باب الکاتیب میں منقول ہے۔ جس میں سے چند فقرے نقل کر کے ہم اپنے جد امجد کی شان عالی دکھاتے ہیں ملاحظہ ہو کہ جناب امیر المومنینؑ نے عبداللہ بن عباس کو جو تحریر فرمایا تھا۔ اما بعد انّ مصر قد فتحت و محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ قد استشھد و نحن عند اللہ نحتسبہ ولداً ناصحاً، عاملاً کادحاً وسیفاً قاطعاً و رکناً رافعاً الخ

اما بعد واضح ہو کہ مصر فتح ہو گیا اور محمد بن ابو بکر خدا کی ان پر رحمت ہو شہید ہو گئے

اور ہم ان کو لِوَجْہِ اللہ اپنا فرزند خالص، عامل کوشاں، شمشیر براں اور رکن بلند سمجھتے ہیں!

اس کلام صدق التیام سے محمدؒ کی ایمانداری، وفا شعاری، شجاعت و علوئے مرتبت ثابت ہوتی ہے یہ کلمات حقیقت میں جناب محمدؒ بن ابی بکر کے ایمان کے لئے توثیق کامل ہیں۔

اولائک آبائی فجئنی بمثلھم. اذا جمعتنا یا جریر المجامع.

الراقم الاٰثم الحاج محمد اعجاز حسن
بدایونی پروفیسر مدرسۃ الواعظین
لکھنؤ (۱۸ ماہ مبارک رمضان ۱۳۵۰ ہجری)

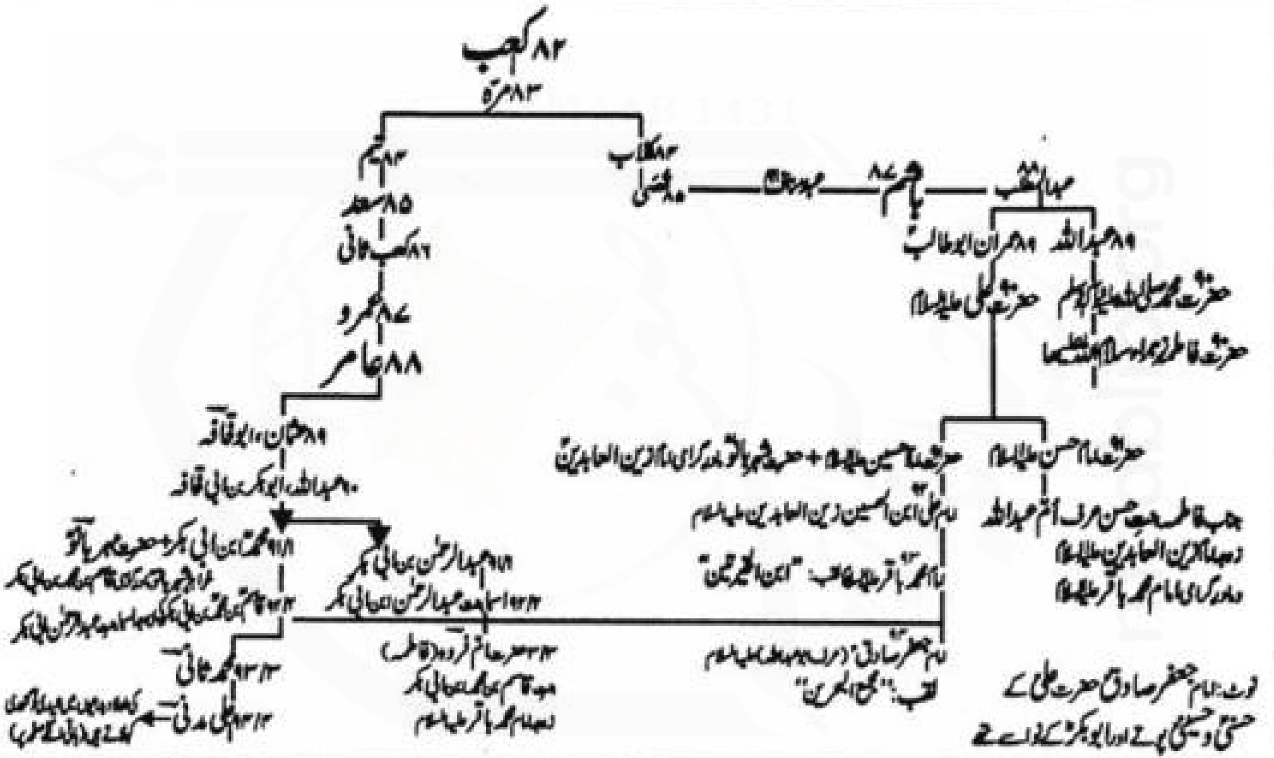

نوٹ: امام جعفر صادق حضرت علی کے حسنی و حسینی پوتے اور ابو بکر کے نواسے تھے

۹۵/۵ محمود

۹۶/۶ عمر

۹۷/۷ عثمان

۹۸/۸ احمد

۹۹/۹ شرف الدین

۱۰۰/۱۰ بدرالدین

۱۰۱/۱۱ حمیدالدین (دیوانِ انشاء)

۱۰۲/۱۲ صدرالدین ([illegible])

۱۰۳/۱۳ عبداللطیف

۱۰۴/۱۴ دانیال

۱۰۵/۱۵ فضل اللہ

۱۰۶/۱۶ عبدالوہاب

۱۰۷/۱۷ عبدالستار

۱۰۸/۱۸ عبداللطیف

۱۰۹/۱۹ ابوتراب

۱۱۰/۲۰ عبدالواحد

۱۱۱/۲۱ عبدالاحد

۱۱۲/۲۲ عبدالنبی

۱۱۳/۲۳ الطاف علی

۱۱۴/۲۴ (مولانا) علی حسین

۱۱۵/۲۵ (مولانا) جعفر حسن

۱۱۶/۲۶ (مولانا) محمد اعجاز حسن محمدی بدایونی
(متوفی ۲۳ مارچ ۱۹۳۶ء)

(باقی آگے)

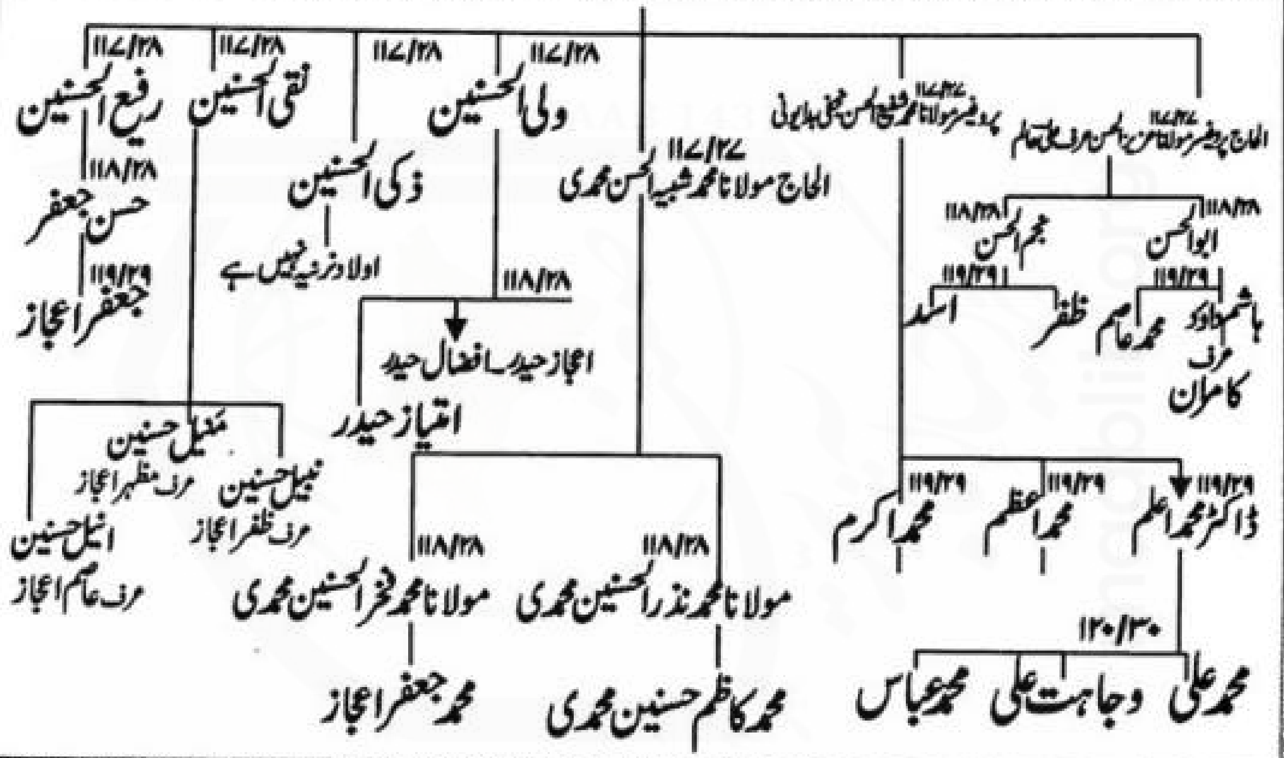

۱۱۷/۲۸
رفیع الحسنین
۱۱۸/۲۸
حسن جعفر
۱۱۹/۲۹
جعفر اعجاز
۱۱۷/۲۸
تقی الحسنین
۱۱۷/۲۸
ذکی الحسنین
اولاد ذرینہ نہیں ہے
۱۱۷/۲۸
ولی الحسنین
۱۱۸/۲۸
اعجاز حیدر۔ افضال حیدر
امتیاز حیدر
عقیل حسنین
عرف مظہر اعجاز
نبیل حسنین
عرف ظفر اعجاز
انیل حسنین
عرف عاصم اعجاز
۱۱۷/۲۷
الحاج مولانا محمد شبیہ الحسن محمدی
۱۱۸/۲۸
مولانا محمد فخر الحسنین محمدی
محمد جعفر اعجاز
۱۱۸/۲۸
مولانا محمد نذر الحسنین محمدی
محمد کاظم حسنین محمدی
۱۱۷/۲۷
۱۱۷/۲۷
۱۱۸/۲۸
ابو الحسن
۱۱۸/۲۸
نجم الحسن
۱۱۹/۲۹
ہاشم داؤد
عرف
کامران
محمد عاصم
۱۱۹/۲۹
ظفر
اسعد
۱۱۹/۲۹
ڈاکٹر محمد اعلم
۱۱۹/۲۹
محمد اعظم
۱۱۹/۲۹
محمد اکرم
۱۲۰/۳۰
محمد علی
وجاہت علی
محمد عباس

الحاج مولانا محمد جعفر حسین محمدی بدایونی

ابن مولانا علی حسین مرحوم

الحاج مولانا محمد اعجاز حسن محمدی بدایونی ابن مولانا محمد جعفر حسن بدایونی

پروفیسر الحاج مولانا محمد عزیز الحسن محمدی عرف حلی عالم
ابن مولانا الحاج محمد اعجاز حسن محمدی بدایونی

پروفیسر مولانا محمد شفیع الحسین محمدی بدایونی ابن مولانا محمد اعجاز حسن بدایونی

الحاج مولانا محمد طیب الحسینی [illegible] ابن مولانا [illegible] الحسینی [illegible]

مولانا محمد [illegible] الحسینی [illegible] ابن مولانا محمد طیب الحسینی [illegible]

مولانا محمد [illegible] الحسینی [illegible] ابن مولانا محمد طیب الحسینی [illegible]

الحاج مولانا محمد اعجاز حسن محمدی بدایونی
عیدگاہ بدایوں ضلع مرادآباد ہندوستان نماز عید الفطر کے بعد

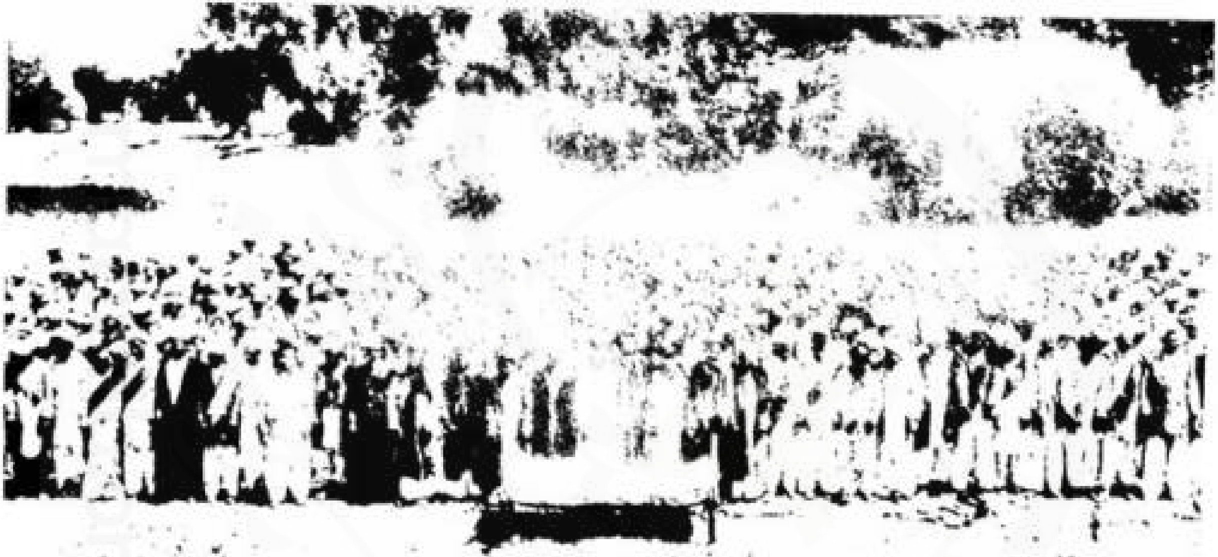

تصویر نماز جنازہ مولانا الحاج محمد اعجاز حسن بدایونی اعلی اللہ مقامہ مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۳۲ء

پیش نماز مولانا محمد رضی مجتہد مقام ''کوٹلی'' ڈیرہ اسماعیل خان

قرآنی تعلیمات کا نچوڑ اور خلاصہ

[illegible]

حصہ اول

بابِ ارشادات حضرت ختمی مرتبت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مؤلف محدث اعظم ابو جعفر محمد بن حسن بن علی الحر العاملی

مترجم مولانا نذر الحسنین محمدی

فضائل درود

وظائف الطالب

تالیفات:

مولانا نذر الحسنین محمدی

ناشر: مولانا شبیہ الحسنین محمدی فاؤنڈیشن (پاکستان)